اُردو سندی تحقیقات کی فہارس

ڈاکٹر مظاہر شاہ

Research in urdu lenguage & literature started with the advent of independence. Bicause of it urdu research reached new hights. But due to lack of co-ordination among universties, on most occassion on a similar topics were repeated. But later on the situation is coped by providing lists of proposed research topics. In the foregoing essay such lists are discussed so that the available material can be assessed scholastically.

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ عثمانیہ نے آزادی سے پہلے ہی جامعاتی تحقیق کی روایت کا آغاز کر دیا تھا، لیکن آزادی کے بعد پاک و ہند میں درجنوں نئی یونیورسٹیوں کے قیام نے اردو تحقیق کی رفتار انتہائی تیز کر دی جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں تحقیقی مقالے منظرِ عام پر آنے لگے اور بہت جلد ایک کثیر سرمایہ جمع ہو گیا تاہم بدقسمتی سے ان جامعات کے شعبہ ہائے اردو میں باہمی تال میل نہ ہونے کی وجہ سے بعض دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مثلاً کس یونیورسٹی میں کن موضوعات پر کیا تحقیقی کام ہو چکا ہے اور کون سے موضوعات کن یونیورسٹیوں میں زیرِ تحقیق ہیں۔ چنانچہ یہ احساس بڑھنے لگا کہ اردو میں اب تک جن موضوعات پر تحقیق ہو چکی ہے یا جو زیرِ تحقیق ہیں، اُن سب کے ضروری کوائف یکجا کیے جائیں تا کہ اردو تحقیق کی سمت و رفتار کا اندازہ بھی ہو سکے اور ایک ہی موضوع پر دو دو مرتبہ تحقیق کا امکان بھی ختم ہو۔

اِس مقصد کے لیے یوں تو جزوی طور وقتاً فوقتاً پر چھوٹی موٹی فہرستیں بھی اشاعت پذیر ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ذیل میں ہم اُن بڑی اور اہم فہرستوں پر نظر ڈالیں گے جو اُردو اصولِ تحقیق کی روایت میں اب تک منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

''اُردو تحقیق نمبر''

اردو اصولِ تحقیق کی روایت میں رسالہ ''آج کل'' کے ''اردو تحقیق نمبر'' کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس تحقیق نمبر میں، جس کی اشاعت اگست ۱۹۶۷ء میں ہوئی، دیگر مضامین کے علاوہ سندی تحقیقی مقالوں کی ایک اہم فہرست بھی شامل ہے۔ ''ہندوستانی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق کی رفتار'' کے عنوان سے رسالے میں موجود اس فہرست کو پہلی اہم کوشش کہی جا سکتی ہے۔ اِس فہرست میں علی گڑھ، لکھنو، دہلی، جموں و کشمیر، الٰہ آباد، پٹنہ، گورکھپور، ناگپور، مدراس اور بمبئی کی یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے اردو میں پی ایچ۔ ڈی یا ڈی لٹ کے لیے دیے گئے

تقریباً ۲۷۵ ریسرچ موضوعات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ رسالے کے آخری آٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ فہرست ہندوستانی تحقیقات پر بنی اُس وقت تک کی سب سے جامع فہرست ہے جس سے اِس روایت کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔

ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق

سندی فہارس کے سلسلے میں دوسری بڑی کوشش ''ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق'' ہے، جس کے مرتب سید فرحت حسین ہیں۔ یہ پہلی فہرست ہے جو کتابی صورت میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب (۱) جس کی اِشاعت ''کتاب نما'' جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵ نے اپریل ۱۹۷۶ء میں کی، مختصر ہے اور صرف ۴۵ صفحات پر مشتمل ہے لیکن اس میں ہندوستان بھر میں اُس وقت تک کی تمام اہم یونیورسٹیوں میں ہونے والی اُردو تحقیقات کی تفصیل جمع کی گئی ہیں۔ واضح رہے کہ اِس میں صرف ہندوستانی یونیورسٹیوں کا ذکر ہے۔ پاکستان یا دیگر ممالک کی یونیورسٹیوں کی فہارس اِس میں شامل نہیں۔

فہرست کے آغاز میں اُن یونیورسٹیوں کے نام درج کیے گئے ہیں جن کی فہرستیں اس کتاب میں شامل کی گئی ہیں ہے۔ فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان بھر میں اُردو کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام رکھنے والی ایسی کل یونیورسٹیوں کی تعداد ۳۸ تھی۔ کتاب میں فہرستوں کا اندراج اس طرح ہے کہ الگ الگ عنوانات کے تحت الگ الگ فہرستیں درج کی گئی ہیں۔ ہر عنوان کے ساتھ نمبر شمار نئے سرے سے شروع ہوتا ہے۔ موضوعات کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے نمبر شمار، پھر مقالہ نگار کا نام اس کے بعد موضوع، اگلے کالم میں تحقیق شدہ یا زیرِ تحقیق کے الفاظ نیز اگر ڈی لٹ کا مقالہ ہے تو اس کی وضاحت، اور آخر میں متعلقہ یونیورسٹی کا نام درج ہے۔ البتہ اس میں نگرانِ مقالہ یا سنہ کا التزام نہیں رکھا گیا ہے۔

کتاب میں فہرست کے علاوہ بعض دیگر مختصر تحریریں کو بھی جگہ دی گئی ہے لیکن اُن کی اہمیت زیادہ نہیں۔ مجموعی طور پر یہ فہرست ہندوستانی جامعات میں تحقیق کی رفتارِ روست کا اندازہ لگانے اور تکرار سے بچنے کے لیے اپنے وقت کی ایک بہترین کاوش تھی جس کے لیے مرتب لائقِ تحسین ہیں۔

یونیورسٹیوں میں اُردو تحقیق

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی یہ تصنیف دراصل ایک تحقیقی جائزہ ہے لیکن اسے فہرستوں کی ذیل میں شمار کرنا زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ اِس میں بڑی حد تک سندی مقالات سے ہی سروکار رکھا گیا ہے۔ پروفیسر صابر لودھی کے نام معنون یہ کتاب سب سے پہلے جنوری ۱۹۸۹ء میں یونیورسل بکس لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور درج ذیل موضوعات کی حامل ہے:

۱۔ اردو میں ڈاکٹریٹ کے اوّلین اسناد

۲۔ یونیورسٹیوں میں مطالعۂ اقبال کے چالیس سال

---صد سالہ جشنِ ولادت ۱۹۷۷ء تک

۳۔ یونیورسٹیوں میں مطالعۂ اقبال کے دس سال

---۱۹۷۸ء۔۱۹۸۸ء

۴۔ پاکستانی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق کے چالیس سال

۔۔۔ ۱۹۴۷ء۔۔ ۱۹۸۸ء (۴)

۵۔ تحقیق کے لیے موضوع کا انتخاب

۔۔۔ کچھ ماخذ و مصادر

اُردو میں پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی اوّلین اسناد کن یونیورسٹیوں سے تفویض ہوئیں اور یہ کن اہلِ علم کو دی گئیں؟ کتاب کا پہلا مقالہ اختصار کے ساتھ اِن سوالات کا جواب فراہم کرتا ہے۔

کتاب کے دوسرے اور تیسرے مقالے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ پچھلے پچاس سال (۱۹۳۸ء۔۔ ۱۹۸۸ء) میں دنیا بھر کی دانش گاہوں میں اقبال پر جو تحقیقی کام ہوا ہے اُس کی نشاندہی کی جائے۔ چنانچہ اقبالیاتی تحقیق سے متعلق اُن کا یہ مطالعہ دو حصوں پر مشتمل ہے اور پاکستان کے علاوہ ملک سے باہر بھی ہونے والی تحقیقات کا احاطہ کرتی ہے۔

پیشِ نظر کتاب کا چوتھا مطالعہ پاکستانی یونیورسٹیوں میں اردو میں ادبی تحقیق کے چالیس برسوں (یعنی اگست ۱۹۴۷ء سے اگست ۱۹۸۸ء) کا منظرنامہ پیش کرتا ہے۔ بقولِ مصنف کے اِس میں دو سو سے زائد تحقیقی مقالات کے حوالے آگئے ہیں۔

کتاب کا آخری حصہ جو تقریباً سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے سندی مقالات کی فہرست ہے۔ اِس کی وضاحت اور غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مصنف خود رقمطراز ہیں:

> کتاب کا آخری حصہ وادیٔ تحقیق کے نو آموز واردان کو کچھ منتخب جامعاتی ماخذ و مصادر سے روشناس کراتا ہے اس سے اُنھیں اپنے لیے موضوع کے انتخاب میں کچھ سہولت یا رہنمائی میسّر آسکتی ہے۔ یہ حصہ ان چار سو کے قریب غیر مطبوعہ یا مطبوعہ تحقیقی اور تنقیدی مقالات کے کتابیاتی کوائف کو محیط ہے جو میرے ذخیرۂ کتب کا حصہ ہیں۔۔ اور جن پر ملک یا بیرونِ ملک کی کئی یونیورسٹیوں میں کسی نہ کسی یونیورسٹی سے کوئی اعلیٰ سند عطا ہوئی ہے۔" (۳)

ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے اپنی تالیف میں یونیورسٹیوں میں ہونے والی تحقیق کے حوالے سے جو معلومات اور کوائف جمع کیے ہیں ڈاکٹر سلیم اختر نے اُن کا خلاصہ یوں پیش کیا ہے:

> "ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے اپنی تالیف ''اردو تحقیق یونیورٹیوں میں ''پاکستان کی جامعات میں تحقیق کے حوالے سے جو معلومات اور کوائف جمع کیے ہیں ان کی رو سے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۵ء تک کے ان چالیس برسوں میں پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں کے ایک سو ساٹھ کے قریب اہلِ قلم نے پی ایچ ڈی کی اسناد حاصل کیں۔ ان میں سے ۲۵ سے زیادہ خواتین بھی شامل ہیں" (ص:۸۴) پاکستان میں پی ایچ ڈی کی سب سے پہلی ڈگری پانے کا اعزاز ڈاکٹر صابر علی خان کو حاصل ہوا۔ انھیں یہ ڈگری ۱۹۵۵ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف سے ان کے تحقیقی

کام ’’سعادت یار خان رنگین۔۔۔ حیات و کلام‘‘ پر دی گئی‘‘ (ص:۳۹) جبکہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اردو کے متعلق پی ایچ ڈی کی سب سے پہلے ڈگری ڈاکٹر محمد صادق (پیدائش ۱۸۹۸ء۔ وفات ۱۷ جون ۱۹۸۴ء) نے حاصل کی۔ مولانا محمد حسین آزاد کی حیات اور ادبی خدمات ان کی تحقیق کا موضوع تھا۔ یہ مقالہ انگریزی زبان میں لکھا گیا‘‘ (ص:۲۷) جبکہ پاکستان میں کسی یونیورسٹی سے وابستہ فرمان فتح پوری پہلے محقق اور پروفیسر ہیں جنھیں اردو میں پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی اعلیٰ ترین علمی اسناد حاصل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا‘‘ (۴)

کتاب کی ترتیب بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اس سلسلے میں کتاب کے مرکزی عنوانات کے علاوہ کتاب کے بیشتر حصوں میں ہر اہم بحث کو الگ نمبر شمار کے تحت رکھا گیا ہے، جس سے متعلقہ موضوعات مزید ذیلی حصوں میں تقسیم ہو کر استفادے کے لیے اور بھی آسان ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید معین الرحمن کی یہ تصنیف بلاشبہ پاکستانی جامعات میں ابتدا سے ۱۹۸۸ء تک ہونے والی سندی تحقیق کے سلسلے میں ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ انھوں نے اپنی اس کاوش میں جامعات میں سندی تحقیق کے سفر کو خوبصورت انداز میں اور محنت و توجہ سے صفحۂ قرطاس پہ اتارا ہے۔ اس میں نہ صرف سندی تحقیق کی تاریخ واضح کی گئی ہے بلکہ اقبال کے حوالے سے دنیا بھر میں ہونے والی تحقیق کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تحقیقی جائزے سے کہیں زیادہ ایک اہم فہرست ہے۔

<u>اُردو تحقیق مسائل و رفتار</u>

زیرِ بحث موضوع میں ایک اور معتبر کوشش اسد فیض کی مرتبہ کتاب ’’اردو تحقیق مسائل و رفتار‘‘ ہے جسے ہم عصر پبلی کیشنز ملتان نے زیورِ طبع سے آراستہ کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل ’’ہم عصر‘‘ (ملتان) کا ’’جامعاتی تحقیق نمبر‘‘ جنوری، مارچ ۲۰۰۱ء کی کتابی صورت ہے۔

سندی فہرستوں کے سلسلے میں یہ پہلی ایسی فہرست ہے جس میں پاک و ہند دونوں ممالک کی بڑی یونیورسٹیوں میں ہونے والی تحقیقات کا مشترکہ طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس فہرست میں اگرچہ کچھ مطالعات کو بھی جگہ دی گئی ہے لیکن کتاب کا بڑا اور بنیادی حصہ سندی مقالوں کے کوائف پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کو دو بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہیں۔ پہلے حصے میں پاکستانی جامعات کی فہرستیں ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں ہندوستانی جامعات کے ایم فل، پی ایچ ڈی کے موضوعات درج ہیں۔

اِس فہرست میں بے شمار موضوعات جمع کیے گئے ہیں۔ تاہم کتاب میں ان کے اِندراج کی ترتیب قابلِ رشک نہیں۔ کہیں پر نمبر شمار موجود ہے تو کہیں پر نہیں۔ بعض جگہ رجسٹریشن یا ڈگری کا سال مع مہینہ اور دن تک درج شدہ ہے جبکہ بعض جگہ بالکل نہیں۔ کچھ مقالات پر موضوعات پہلے اور مقالہ نگار کا نام بعد میں درج ہے جبکہ اِس کے برعکس بعض جگہ مقالہ نگار کا نام پہلے اور موضوع بعد میں درج ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جس یونیورسٹی سے مقالات کی فہرست جس صورت میں دستیاب ہوسکی اُسی طرح شامل کی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پوری فہرست میں ایک انتشار اور بے ترتیبی سی نظر آتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود اس کتاب کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس میں ہر یونیورسٹی کی فہرست الگ الگ عنوان کے تحت رکھی گئی

ہے، جس سے کسی خاص موضوع کی تلاش میں نسبتاً سہولت ہے۔ پاکستانی جامعات چونکہ ہندوستانی جامعات سے کم ہیں لہٰذا ہندوستانی فہرستوں کو اِس کتاب میں زیادہ حصّہ ملا ہے۔

اُردو تحقیق پنجاب یونیورسٹی میں

سندی تحقیقات کی فہرست پر مبنی ایک اور کتاب ''اردو تحقیق پنجاب یونیورسٹی میں'' بھی ہے۔ نئے جہانوں کے نام معنون اس کتاب کے مرتّب وناشر، ناظم ادارۂ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم ہیں۔ اِس کی اِشاعت جون ۲۰۰۶ء میں ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے ایک مختصر پیغام کے علاوہ اس میں مرتّب کا تحریر کردہ ایک 'دیباچہ'، تین ابواب پر مشتمل متن اور آخر میں مصادر کی فہرست ہے جبکہ صفحات کی کُل تعداد ۱۶۸ ہے۔

کتاب کے عنوان پر نظر ڈالی جائے تو پہلی نظر میں قاری کی توقع ہوتی ہے کہ یہ پنجاب یونیورسٹی میں عمومی تحقیق کی کُل روایت کا احاطہ کرنے والی ایک تجزیاتی تصنیف ہوگی لیکن اندر کا حال اس کے بڑی حد تک برعکس ہے۔ اس میں محض پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں ہونے والی سندی مقالات کی فہرست شامل ہے جو ابتدا سے لے کر ۲۰۰۶ء تک کے ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے لکھے گئے مقالات کی تفصیل فراہم کرتی ہے۔

جہاں تک مقالات کی اِس فہرست کا تعلق ہے اس کی اہمیت سے بھی انکار ممکن نہیں۔ مختلف یونیورسٹیوں میں پنجاب یونیورسٹی کی یہ ایک انفرادیت ہے کہ اس کے اندر تکمیل پانے والے تمام مقالات کی فہرست یونیورسٹی نے خود مرتّب کر کے شائع کی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس طرح کی فہرستیں ہماری ہر یونیورسٹی کو مرتّب کرنی چاہییں، تاکہ تحقیق کے عمل کو زیادہ شفاف بنایا جا سکے۔ اس سلسلے میں بعض مشترک فہرستیں اگرچہ موجود ہیں، اور جو اس کمی کو بڑی حد تک پورا بھی کرتی ہیں۔ لیکن ایسی فہرستیں عموماً غلطیوں سے پُر ہوتی ہیں اور زیادہ قابلِ اعتبار نہیں ٹھہرتیں۔

پنجاب یونیورسٹی پاکستان کی قدیم ترین یونیورسٹی ہے جو ۱۸۸۲ء میں قائم ہوئی۔ اِس میں اُردو کی ایم اے کلاسوں کا آغاز ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ ایم اے اردو کے امتحان کی جزوی تکمیل کے لیے مقالات کا سلسلہ ۱۹۵۰ء میں شروع ہوا اور آج تک قائم ہے۔ بعد میں پی ایچ ڈی کی روایت اور ایم فل کی ریگولر کلاسیں شروع کی گئیں۔ جس سے ادارے میں تحقیق کی روایت مستحکم ہوئی۔ روایتِ تحقیق کے اِن تین دھاروں، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی میں آخر الذکر کی تفصیل فراہم کرتے ہوئے مرتّب دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''شعبۂ اردو میں تحقیق کے تین دھارے ایک دوسرے کے متوازی بہتے ہیں۔ اِن میں سے پہلی اور معتبر روایت پی ایچ ڈی کی ہے، جس کے گزشتہ (62) برسوں میں کم وبیش (128) امیدواروں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کمائی، یعنی ہر سال اوسطاً دو طالبعلموں نے پی ایچ ڈی کی سند پائی۔''(۵)

کتاب کے بموجب اس ادارے میں ایم فل کی باقاعدہ کلاسیں ۲۰۰۱ء میں شروع کی گئیں جس میں پہلے سال کورس ورک اور دوسرے سال مقالہ لکھنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ۲۰۰۶ء تک (20) مقالات لکھے گئے جن کی اوسط پی ایچ ڈی مقالات کے مقابلے میں زیادہ

بہتر ہے یعنی (5) مقالے ہر سال۔

شعبۂ اردو میں تحقیق کی سب سے طویل روایت ایم اے کے مقالات کی رہی' دیباچہ' میں مؤلف درج کرتے ہیں:

> ''اس تحقیق کی تیسری اور سب سے طویل روایت ایم اے کے مقالات کی ہے جس کا سلسلہ ۱۹۵۰ء سے شروع ہو کر آج ۲۰۰۶ء تک جاری ہے یعنی گزشتہ (87) سال کم و بیش (925) مقالات تیار ہوئے جو ہر سال اوسطاً (16) بنتے ہیں۔ تحقیق و تنقید کے باب میں اسے خوش آئند مثال قرار دے سکتے ہیں۔''(۶)

کتاب کے پہلے باب میں پی ایچ ڈی دوسرے باب میں ایم فل اور تیسرے باب میں ایم اے کے مقالات کی تفصیل سے فہرستیں دی گئی ہیں۔ تمام موضوعات الف بائی ترتیب سے پیش کیے گئے ہیں تا کہ کسی موضوع کی تلاش میں چند ثانیے سے زیادہ وقت صرف نہ ہو۔ ہر صفحے پر بائیں جانب تین حروف درج ملتے ہیں جو اس صفحے کے آخری عنوان کو ظاہر کرتے ہیں تا کہ مطلوبہ موضوع کی تلاش اور بھی آسان ہو۔ اندراجات ترتیب دینے میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ یہ روایتی انداز کی فہرست معلوم نہ ہو، کتاب کا تاثر دے۔ اس کے لیے نمبر شمار کے بعد مقالے کے نیچے نگران کا نام اور اس کے سامنے دوسری طرف طالب علم کے نام کے نیچے اس سال کا اندراج ہے جس میں مقالہ جمع ہوا۔ اندراجات کے لیے قلم کے رسب کی موٹائی کا خاص اہتمام کیا گیا ہے تا کہ کتاب کی سطروں پر نظریں آسودگی اور انبساط سے سرسرتی گزریں۔

مجموعی طور پر یہ کتاب مواد اور ترتیب دونوں حوالوں سے قابلِ تعریف ہے۔ کتاب کے آخر میں مصادر کی فہرست موجود ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب کی تیاری میں ''تاریخ جامعہ پنجاب'' اور ''صد سالہ تاریخ جامعہ پنجاب'' سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شعبۂ اردو ہی کی بعض غیر مطبوعہ مقالات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

جامعاتی تحقیق

اردو تحقیقات کے حوالے سے سہیل عباس خان کی مرتبہ ''جامعاتی تحقیق'' ایک اور اہم فہرست ہے۔ دسمبر ۲۰۰۶ء میں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی یہ فہرست اردو تحقیقات کے حوالے سے دستیاب جامع ترین فہرستوں میں سے ایک ہے۔ اس سے پہلے اس موضوع پر جتنی بھی فہرستیں دستیاب ہوئیں اُن کا دائرہ محدود تھا۔ اس کتاب میں ایک جگہ لکھا گیا ہے کہ ''وقت کی کمی کے باعث تقریباً ایک ہزار مقالات درج ہونے سے رہ گئے'' اس کے باوجود اس میں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش اور ترکی کی ساٹھ سے زائد یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے اردو میں تحقیق کیلئے منتخب ۲۳۰۶ مقالات کی تفصیل جمع کی گئی ہے۔ بہ الفاظ دیگر اس میں بھارت کی پچاس یونیورسٹیوں میں ۱۶۴۴، پاکستان کی آٹھ یونیورسٹیوں میں ۶۴۸، بنگلہ دیش کی ایک یونیورسٹی میں ۵ اور ترکی کی ایک یونیورسٹی میں پیش ہونے والے ۴ مقالات شامل ہے۔

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کی صدر شعبہ ڈاکٹر روبینہ ترین نے اپنے مختصر ''حرف اول'' میں اس کا تعارف پیش کیا ہے۔ ''مطلوع'' کے عنوان سے چند الفاظ مرتب کے بھی اس میں شامل ہیں جن میں اطلاع دی گئی ہے کہ یہ فہرست محض چار دنوں میں تیاری کی گئی ہے۔

کتاب میں فہرستوں کے اندراج کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے جامعات کے صرف نام دیے گئے ہیں۔ بلکہ اکثر صرف شہروں کے نام دیے گئے ہیں۔ مثلاً جموں، آگرہ، الہٰ آباد، امراوتی وغیرہ۔ اس کے بعد پہلے انڈیا پھر بنگلہ دیش، اُس کے بعد پاکستان اور آخر میں ترکی کی جامعات میں پیش ہونے والے مقالات کو الف بائی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔ کتاب میں متعلقہ ممالک کو ہی ہر فہرست کا عنوان شمار کیا گیا ہے۔ اس میں الگ الگ جامعات کے حوالے سے تفصیل نہیں ملتی۔

باریک فونٹ میں درج یہ فہرست کسی باقاعدہ نمبر شمار سے عاری ہے۔ اِختصار اس کی خوبی بھی ہے اور خامی بھی۔ ایک ہی سطر میں پہلے موضوع پھر مقالہ نگار کا نام (بریکٹ میں) جبکہ ایم فل یا ڈی لٹ کے مقالوں کی نشاندہی ساتھ ہی کر دی گئی ہے۔ البتہ اس میں ایک اہم التزام یہ رکھا گیا ہے کہ جو مقالے شائع شدہ ہے اس کے سامنے ستارے کا نشان بھی ڈالا گیا ہے۔

ماخذ میں ''اردو بک ریویو'' اور ''ہماری زبان'' کے علاوہ اسد فیض کی اس موضوع پر کتاب ''اردو تحقیق مسائل و معیار'' سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب میں جگہ جگہ طباعت کی غلطیاں بھی کھٹکتی ہیں۔ مجموعی طور پر یہ فہرست مواد کے لحاظ سے شاندار ہے جس میں ساٹھ سے زائد یونیورسٹیوں میں ہونے والی اردو تحقیقات کا احاطہ کیا گیا ہے اور پہلی مرتبہ پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں ہونے والی اردو تحقیقات کو شامل کیا گیا ہے۔

جامعات میں اردو تحقیق

''جامعات میں اردو تحقیق'' اردو سندی تحقیقات کے حوالے سے اب تک کی سب سے منفرد اور جامع ترین فہرست ہے جس کی اِشاعت ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان، کے زیرِ اہتمام حال ہی (۲۰۰۸ء) میں ہوئی ہے۔ ملک کے ممتاز محقق اور دانش ور ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی کوششوں کا ثمر یہ کتاب اُردو زبان و ادب سے متعلق دنیا بھر کے ۸۱ جامعات میں ایم فل، ڈی فل، ایم لٹ، پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کے تکمیل شدہ یا زیرِ تکمیل لگ بھگ ساڑھے چار ہزار موضوعات کی تفصیل سے مزین ہے۔ اس سے پہلے اِس سلسلے میں جتنی بھی فہرستیں دستیاب ہوئیں، وہ مواد اور ترتیب دونوں حوالوں سے تشنہ ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی کے نام معنون اور ڈاکٹر جمیل جالبی کی ''تقریظ'' کے ساتھ شائع ہونے والی یہ فہرست، جو اپنے موضوع کا حق ادا کرتی نظر آتی ہے بڑی محنت و ریاضت کے ساتھ تیار کی گئی ہے۔ ابتدا میں مرتّب کا ایک طویل اور پُر مغز مقدمہ ہے جس سے اُن مشکلات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جو اِس فہرست کی تیاری میں مرتّب کو درپیش تھیں۔ اس فہرست کی تیاری میں نہ صرف پرانی اور مطبوعہ فہرستوں سے بھرپور مدد لی گئی ہے بلکہ بڑی تعداد میں غیر مطبوعہ اور نئی فہرستوں کے حصول کے لیے تگ و دو کی گئی ہے۔ چنانچہ آغاز میں اُن ماخذ کا تفصیلی ذکر موجود ہے جن سے اِس فہرست کی تیاری میں مدد لی گئی ہے۔

باقاعدہ فہرست سے پہلے اُن تمام یونیورسٹیوں کے نام دیے گئے ہیں جن کی فہرستیں اس کتاب میں شامل کی گئی ہیں۔ اس کے بعد تمام مواد کو پانچ الگ الگ ابواب میں اور ہر باب کو کئی ذیلی عنوانات میں تقسیم کر کے، اس کتاب کو اُنھوں نے استعمال کرنے والوں کے لیے ہر لحاظ سے آسان بنا دیا ہے۔

کتاب کے پہلے باب ''تاریخ زبان و ادب'' میں تاریخ زبان و ادب کے عمومی موضوعات کے علاوہ اِداروں، تحریکوں، فرہنگوں،

صحافت ورسائل، اقبالیات، تحقیق، مدوین، اور غالبیات وغیرہ سے متعلق موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں ''شاعری'' کے عنوان کے تحت اردو شاعری کے جملہ اصناف سے متعلق موضوعات شامل ہیں۔ کتاب کے تیسرے باب کا عنوان 'نثر'' ہے، جس میں تمام نثری اصناف کے حوالے سے ہونے والی تکمیل شدہ یا زیرِ تکمیل مقالات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ کتاب کے چوتھے باب میں 'شخصیات ادب'' جبکہ پانچویں اور آخری باب میں 'متفرقات'' یعنی رسم الخط، نصابات یا تدریس اردو وغیرہ نوعیت کے مقالات کو جگہ دی گئی ہے۔

یہ کتاب نسبتاً بڑے سائز کے اڑھائی سو صفحات پر مشتمل، نیز باریک فونٹ میں کتابت کی گئی ہے۔ فہرست میں ہر حوالے کے اندراج کے ضمن میں درج ذیل معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔:

(الف) نمبر شمار یا حوالہ نمبر

(ب) مقالہ نگار کا نام (ناموں کی ترتیب الف بائی ہے)

(ج) مقالے کا عنوان

(د) متعلقہ جامعہ کا نام اور تکمیلِ مقالہ یا اجرائے سند کا سنہ (اگر مقالہ زیرِ تحقیق یا زیرِ تنقیح ہے تو سنہ کی جگہ 'زت'' کی صراحت کی گئی ہے۔)

(ہ) نگران کار کا نام (اختصار کے پیشِ نظر، ناموں کے ساتھ 'پروفیسر'' یا 'ڈاکٹر'' جیسے سابقوں سے اجتناب کیا گیا ہے)

(و) ماخذ کا حوالہ (واضح رہے کہ مخففات کی وضاحت ابتدا میں کی گئی ہے۔)(۷)

اس کے علاوہ مختلف مقالوں کی نوعیت کے لیے بھی مخففات سے کام لیا گیا ہے اس فہرست کی ایک اور انفرادیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں پانچ مختلف نوعیت کے اشاریے دیے گئے ہیں، جن سے کتاب میں درج ہر حوالے تک رسائی بڑی حد تک آسان ہو گئی ہے۔ اشاریے کی یہ روایت اس سے قبل کی کسی فہرست میں نظر نہیں آتی۔ واضح رہے کہ یہ اشاریے حوالوں کے نمبر شمار (نہ کہ کتاب کے صفحہ نمبر) کے اعتبار سے مرتب کیے گئے ہیں۔

الغرض فہرستوں کے سلسلے کی یہ اب تک کی سب سے بہترین کوشش ہے۔ جو نہ صرف ہماری ہر یونیورسٹی کی ضرورت ہے بلکہ ہر قومی و ذاتی لائبریری میں اس کا ایک نسخہ ہونا چاہیے۔ یہ نہ صرف اردو تحقیق میں نئے وارد ہونے والے طلبا کو موضوع کی تلاش میں مدد دے سکتی ہے بلکہ اُن کو موضوع کی پہچان کرانے کے ساتھ ساتھ غیر ضروری موضوعات سے بچانے میں بھی معاون ہے۔ اس کے علاوہ اس سے ادبی تحقیق کی رفتار و معیار کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور تکرارِ موضوع سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔:

> ''اِس کتاب کی بنیادی اہمیت یہ ہے کہ ہر وہ شخص، جو ایم فل، پی ایچ ڈی کے لیے موضوع کی تلاش کرے گا، اس کتاب کے مطالعے سے معلوم کر سکے گا کہ کس کس موضوع پر پہلے کام ہو چکا ہے تاکہ بار بار ایک ہی موضوع کی تکرار نہ ہو۔ اس فہرست کے مطالعے سے یہ بھی معلوم کیا جا سکے گا کہ ایم فل، پی ایچ ڈی کے طالب علم نے کسی دوسرے کے مقالے سے بغیر کسی حوالے کے مواد

> وغیرہ اپنے مقالے میں استعمال تو نہیں کر لیا ہے۔ اس فہرست سے یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ اب کن کن موضوعات پر کام کرنے کا راستہ کھلا ہے اور یہ ایسی سہولتیں ہیں جن سے طلبہ، اساتذہ اور محققین سب مستفیض ہو سکیں گے۔" (۸)

اردو زبان و ادب کی سندی تحقیقات کے حوالے سے دستیاب فہارس کے اس مختصر مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب تک ہمارے محققین اور دیگر تحقیقی اداروں نے اگرچہ تحقیق کی اس اہم ضرورت کا احساس تو کر دیا ہے اور اس مسئلے کے سدباب کی بعض کوششیں بھی ہوئی ہیں لیکن اس ضمن میں ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ایک تجویز تو یہ ہے کہ کوئی ایک قومی تحقیقی ادارہ اس اہم کام کا بیڑا اٹھائے اور مختلف محققین کی ایک نگران کمیٹی بنا کر نہ صرف ایک باقاعدہ فہرست مرتب کرے بلکہ وقتاً فوقتاً اس کو update بھی کرتا جائے۔ اس کام کے لیے ہائیر ایجوکیشن کمیشن زیادہ مناسب ادارہ ہے۔ دوسری تجویز یہ ہو سکتی ہے کہ ہر یونیورسٹی اپنے ہاں ہونے والی تحقیقات کی فہرستیں باقاعدگی سے خود شائع کرتی رہے اور ان کے وسیع ابلاغ کا اہتمام بھی کرتی رہے۔ خاص کر دیگر یونیورسٹیوں اور مختلف اہم لائبریریوں میں یہ فہرستیں ضرور پہنچنی چاہییں۔

اِن فہرستوں کی اشاعت انٹرنیٹ پر بھی ہو سکتی ہے۔ جس سے نہ صرف ہر طالب علم بلکہ ہر تحقیقی ادارہ براہِ راست استفادہ کر سکتا ہے۔ تاہم ایسی تمام کوششیں مربوط حکمتِ عملی کے تحت ہونی چاہییں۔ کسی بھی قسم کی بے ترتیبی اور انتشار اس سارے عمل اور اس کی افادیت کو فائدے کی بجائے الٹا نقصان میں بدل سکتی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ اس کتاب کا فہرستِ مقالات والا حصہ کچھ اضافوں کے ساتھ "اردو میں اصولِ تحقیق" (جلد دوم) مرتبہ ڈاکٹر سلطانہ بخش میں بھی چھپ چکا ہے۔

۲۔ کتاب کا چوتھا مقالہ کچھ کمی کے ساتھ "اخبارِ اردو" (اسلام آباد) اپریل ۱۹۸۳ء "اردو میں اصولِ تحقیق" (جلد دوم) مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش اور "معیار و تحقیق" (پٹنہ) شمارہ ۲، ۱۹۹۱ء میں بھی شائع کیا گیا ہے۔

۳۔ کتاب مذکور، ص: ۱۳/۱۴

۴۔ ڈاکٹر سلیم اختر "اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ" سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۰ء ص: ۵۴۴

۵۔ کتاب مذکور، ص: ۹/۱۰

۶۔ کتاب مذکور، ص: ۱۰

۷۔ کتاب مذکور، ص (مقدمہ)

۸۔ کتاب مذکور، ص (تقریظ)